قائدین: کون اور کیسے؟

نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حکمت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آدمی خطبے کو مختصر کرے اور نماز کو طویل کرے۔ اس لیے اس وقت میں جو کچھ عرض کروں گا وہ ایک بہت مختصر تقریر ہوگی۔ میں صرف ان چند احادیث کی تشریح کروں گا جو اس معاملے میں صراحت کرتی ہیں کہ ہمیں اپنی قومی زندگی میں کن لوگوں کو آگے لانا چاہیے اور کس قسم کے لوگوں کو پیچھے رکھنا چاہیے۔

اب میں حضورؐ کے ارشادات عرض کرتا ہوں۔ پہلی جو چیز اس سلسلے میں ملتی ہے وہ یہ ہے:

سنت و بدعت کا فرق

جس نے کسی صاحب بدعت کی توقیر کی تو اس نے اسلام کو مغموم کرنے میں مدد کی۔

حدیث کو سمجھنے میں لوگوں کو اس لیے مشکل پیش آئی کہ گذشتہ چند صدیوں میں جو بحث مباحثے ہوتے رہے ہیں ان میں سنت و بدعت کا مفہوم محدود ہو گیا ہے۔ لوگ سمجھتے رہے ہیں کہ کچھ کھانے پینے کی ظاہری وضع قطع اور معاشرتی مسائل ہی میں سنت و بدعت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ بیشک یہ سوال ان مسائل میں بھی پیدا ہوتا ہے لیکن اس کا پورا اور مکمل مفہوم یہ ہے کہ نبیؐ اور آپ کے صحابہ کا راستہ سنت کا راستہ ہے اور وہ زندگی کے سارے مسائل سے تعلق رکھتا ہے۔ گھر کی، باہر کی، انفرادی، اجتماعی صلح اور جنگ، ہر وہ چیز جو اسلامی نظام زندگی سے مناسبت نہ رکھتی ہو، جو اسلام کے نظام میں باہر سے لاکر داخل کی جائے، خواہ وہ معاشرت سے تعلق رکھتی ہو یا سیاست سے یا کسی دوسرے شعبہ زندگی سے، وہ بدعت ہے۔

حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلامی زندگی میں کوئی اجنبی شے لاکر داخل کر دے اس کی توقیر کرنے کے معنی اسلام کے انہدام میں مدد کرنا ہے۔ ایسے شخص کی جتنی توقیر کریں گے جتنے زیادہ ذرائع اس کے لیے مہیا کریں گے اتنی ہی گویا ہم اس کی مدد کریں گے کہ وہ اسلام کو منہدم کرے۔ اسی طرح جو شخص بیرونی فلسفوں اور اقدار اور خیالات کو اسلام میں ٹھونستا ہے وہ بھی دراصل اسلام کے نظام کو درہم برہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایسے شخص کو احترام کا مقام دینا اسے سردار بنانا یہ مطلب رکھتا

ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کا نظام درہم برہم کیا جائے۔ ایک صحیح قسم کی مسلم سوسائٹی کا مزاج یہ چاہتا ہے کہ اگر اس کے نظام میں کوئی شخص ایسی بات داخل کرنے کی کوشش کرے تو اس کے خلاف احتجاج ہونا چاہیے۔ ایسے لوگوں کو سوسائٹی میں کوئی عزت کا مقام نہ مل سکے۔

فاسق

دوسری چیز جو حضورؐ نے فرمائی یہ ہے:

جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ کو غصہ آتا ہے اور عرش لرز اٹھتا ہے۔

آپ کے سامنے اگر آپ کے کسی مخالف کی تعریف کی جائے تو آپ پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے۔ اگر کوئی آپ کی توہین کرے اور کوئی دوسرا اس کی تعریف کرے تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسرا بھی آپ کا ویسا ہی مخالف ہے۔ جو شخص کھلم کھلا خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرے ' اللہ جس چیز کو حرام کہتا ہے وہ اس کو حلال کہے ' اور جو چیز حلال ہے اسے حرام قرار دے ' ہمارا ایسے لوگوں کی تعریف کرنا ' ان کے جلوس نکالنا ' ان کے لیے زندہ باد کے نعرے لگانا یہ واضح کرتا ہے کہ گویا ہمیں خدا سے ضد ہوگئی ہے اس پر خدا کا غضب بھڑکنا ہی چاہیے۔ ہم اپنی سوسائٹی میں کھلے کھلے فاسقوں کی تعریف کرتے ہیں انھیں اپنا سردار بناتے ہیں۔ ایسی قوم کبھی پنپ نہیں سکتی۔

منافق کی تعریف

کسی منافق کو نہ کہو کہ وہ سردار ہے۔

منافق کی تعریف کیا ہے؟ ہر وہ شخص جس کی عملی اور اخلاقی زندگی شہادت دے کہ وہ اسلام کے بارے میں مخلص نہیں ہے۔ منافق ایمان سے خالی ہوتا ہے ' گناہ گار ایمان سے خالی نہیں ہوتا۔ ان میں فرق یہ ہے کہ آیا شخص مذکور اپنے گناہ پر نادم ہوتا ہے یا اس گناہ کے طریقے کو صحیح طرزِ عمل سمجھتا ہے اور اسے حکمت کا تقاضا گردانتا ہے۔

ہمارے لیے یہ بالکل ناممکن ہے کہ جو لوگ گناہ کی ترویج کریں اور جو یہ کوشش کریں کہ اسلامی نہیں غیر اسلامی طریقے فروغ پائیں ' ہم ایسے لوگوں کو مومن و مخلص مان لیں۔ ایسے لوگوں کو اپنا سردار مان لینا یہ معنی رکھتا ہے کہ ہم نے اللہ سے جنگ مول لے لی۔

منافق کی تعریف جو حضورؐ نے فرمائی ہے ' یہ ہے: چار خصلتیں ہیں کہ جس کے اندر وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہے۔ ۱۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خائن ثابت ہو۔ ۲۔ جب بولے تو جھوٹ بولے۔ ۳۔ جب عہد کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔ ۴۔ جب جھگڑے تو گالی دے۔

۱- خیانت : جب اس پر بھروسہ کیا جائے تو وہ دھوکا دے۔ امانت کے مفہوم کو محدود معنی میں نہ لیجیے۔ انسان کے اندر کوئی خصلت ایسی نہیں پائی جاتی، جس کو سہارا دینے والی دوسری خصلتیں موجود نہ ہوں۔ اگر کسی کے اندر خیانت کا جذبہ پایا جاتا ہے تو اس کی معاون دوسری چیزیں بھی ہوں گی۔ پھر یہ کہ جو خدا کے معاملے میں خائن ہے اور اس کے ساتھ مخلص نہیں ہے تو کس طرح ممکن ہے کہ وہ بندوں کے معاملے میں امانت دار اور مخلص ہو۔

آدمی کا اندازہ اس کے ظاہر سے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اگر کسی سے خیانت کا اظہار ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر ایمان کی وہ بنیاد موجود نہیں ہے جو امانت کی جڑ کو قائم کرتی ہے۔

۲- جھوٹ : اتفاقاً جھوٹ بول دینا اور چیز ہے۔ لیکن یہ چیز کہ اپنی زندگی کے معاملات کو ہی جھوٹ سے چلایا جا رہا ہے، ثابت کرتا ہے کہ اخلاق کی جڑوں کو جھوٹ کھا گیا ہے۔ جس شخص کی یہ حالت ہو اس پر یہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ قومی معاملات میں جھوٹ نہیں بولے گا اور قوم کو دھوکا نہ دے گا۔

۳- بدعہدی : اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جب دیکھے کہ عہد توڑنے سے اسے فائدہ پہنچ سکتا ہے تو وہ اسے توڑ دے۔ واضح رہے کہ ایمان بھی خدا سے ایک عہد ہے۔

۴- فجور : جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو جائے تو وہ اسے نقصان پہنچانے کے لیے ہر جائز و ناجائز طریقے اختیار کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔ ایسے شخص سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنے سر کو خدا کے آگے جھکا سکے گا۔ وہ تو اپنی باگیں اپنے نفس کے ہاتھ میں دے چکا ہے۔

اس امت کے معاملے میں سب سے بڑھ کر جس چیز کا اندیشہ ہے وہ ایسے ہی منافق کا اندیشہ ہے جو باتیں تو بڑی حکمت کی کرے، لیکن عمل اس کے خلاف ہو۔ یعنی آپ جب ان کی باتیں سنیں تو دل خوش ہو جائے لیکن ان کا عمل اس کے برعکس ہو۔ ایسے لوگ سوسائٹی کے اندر گھن کا حکم رکھتے ہیں۔

(جامع مسجد پی آئی بی کالونی کراچی میں خطبہ جمعہ : جولائی ۱۹۵۰ء)